ہدیہ کے بعض آداب

۱۸؍ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۰؍ جنوری ۱۹۹۵ء،
بروز جمعۃ المبارک بوقت دوپہر، ڈربن (جنوبی افریقہ)

(ایک صاحب ثروت جو حضرت والا سے اصلاح کا تعلق تو نہیں رکھتے تھے لیکن محبت رکھتے تھے جنوبی افریقہ کے سفر میں ساتھ ہوگئے۔ ڈربن میں وہ بازار گئے اور کچھ سامان خریدا اور میزبان نے قیمت ادا کردی اور ان صاحب نے انکار نہیں کیا اور خاموشی سے قبول کرلیا۔ حضرت والا کو اطلاع ہوئی تو مندرجہ ذیل نصائح ارشاد فرمائے۔ جامع)

ارشاد فرمایا کہ جو دوست بھی میرے ساتھ چل رہا ہے وہ مجھ سے اس کی اجازت لے کہ آپ کے ساتھیوں کو ہدیہ دینا چاہتا ہوں۔ میری اجازت کے بغیر کوئی کسی ساتھی کو ہدیہ نہ دے اور نہ میرا کوئی ساتھی بغیر میری اجازت کے ہدیہ لے۔ اگر میرے ساتھیوں میں سے کسی کو ہدیہ دینا ہے تو پہلے مجھ سے اجازت لیں اور میرے ساتھی بھی مجھ سے اجازت لیں کہ کیا میں قبول کرلوں۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ساتھ ایک جج صاحب کے ہاں لے گئے جب میری عمر اٹھارہ برس کی تھی اور فرمایا کہ میں یہاں مہمان ہوں۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ مہمان ہیں، میں تو مہمان نہیں ہوں، میں طفیلی بن کر کھانا نہیں کھانا چاہتا، میں نے آپ سے اللہ کے لیے تعلق کیا ہے، دنیا کے مال اور دستر خوان پر مرغی اڑانے کے لیے نہیں کیا ہے۔ لہٰذا میں ہوٹل میں کھانا کھا کر ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں، میری اس بات سے شیخ کو

وجد آ گیا۔ فرمایا شاباش حالانکہ حضرت سے یہ میری پہلی ملاقات تھی اور میری اٹھارہ برس کی جوانی تھی۔ پھر فرمایا اچھا! ٹھہر جاؤ۔ اور جج صاحب سے الگ لے جا کر کہا کہ ان سے دعوت کی درخواست کرو۔ جج عبدالجلیل صاحب حضرت تھانویؒ کے مجازِ صحبت تھے۔ انہوں نے مجھ سے بڑی لجاجت سے کہا کہ آپ دعوت قبول کر لیجیے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی دعوت ہر گز قبول نہیں کر سکتا جب تک میں اپنے شیخ سے اجازت نہ لے لوں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ جج صاحب مجھے دعوت دے رہے ہیں کیا آپ کی اجازت ہے؟ حضرت نے اجازت دے دی اور میرے اس عمل سے حضرت بہت زیادہ خوش ہوئے۔

اگر آپ کو بھی کوئی دعوت دے یا ہدیہ دے تو میرے جتنے ساتھی ہیں وہ مجھ سے اجازت لیں کہ میں قبول کروں یا نہ کروں۔ اور مقامی حضرات بھی اجازت لیں کہ میں ہدیہ دینا چاہتا ہوں لہٰذا مولانا عبدالحمید صاحب مہتمم مدرسہ آزادوِل نے پہلے مجھ سے دوستوں کو ہدیہ دینے کی اجازت لی۔ میں نے اجازت قبول کر لی۔ پھر میں نے اپنے دوستوں کو ان کا ہدیہ دیا کیونکہ طریقت وسلوک کی عظمت بڑی چیز ہے۔ مومن کی آبرو کتنی بڑی چیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کعبہ! تیری عظمت سر آنکھوں پر ہے لیکن مؤمن کی آبرو تجھ سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا کوئی ایسا کام جو مومن کو بے آبرو کرے بہت سخت گناہ ہے، کبیرہ گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا یَنۡبَغِیۡ لِلۡمُؤۡمِنِ اَنۡ یُّذِلَّ نَفۡسَهٗ))

(سنن الترمذی، کتاب الفتن)

مؤمن کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے نفس کو کسی طرح سے ذلیل کرے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پیوند لگا ہوا کپڑا پہن کر سفر پر جارہے تھے۔ پیرانی صاحبہ نے فرمایا کہ اس سنت کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ سفر میں مریدین دیکھیں گے کہ میرے شیخ کے پاس پیوند لگے کپڑے ہیں تو یہ ایک قسم کا مانگنا ہے۔ یہ سن کر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آگئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا سمجھدار بیوی دی ہے۔

کسی شیخ اور عالم کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی دکان پر یوں کہے کہ یہ چیز کیا بھاؤ ہے؟ ماشاء اللہ! کپڑا بہت اچھا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دکاندار بے چارہ معتقد تھا، کہا حضرت! قبول کرلیجیے۔ اتنا قبول کیا کہ اس کی ساری دکان خالی ہو گئی۔ پھر شیخ صاحب سارا مال اپنے خادم پر لاد کر چلے گئے۔ دکاندار بے چارہ رونے لگا کہ شیخ میری دکان کی جان نکال کر لے گیا۔

اس لیے ہمارے بزرگوں نے کچھ اصول بتائے ہیں کہ جو لوگ سفر پر ساتھ چلیں کسی کا ہدیہ قبول نہ کریں جب تک اپنے دینی مربی سے اجازت نہ لے لیں۔ اگر کوئی براہِ راست دیتا ہے تو ہرگز قبول نہ کریں کہ ہم بغیر امیر کی اجازت کے نہیں لے سکتے اور جہاں تک ہو سکے مارکیٹ مت جاؤ۔ پاکستان جہاں سے ہم آئے ہیں کوئی ایسی چیز نہیں جو وہاں نہ ملتی ہو، ہر چیز وہاں ملتی ہے۔ بال بچوں کی محبت میں دین کی عظمت کو نقصان مت پہنچاؤ۔ مال و اولاد قبر میں کچھ کام نہیں آئیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر زندگی

گذار لی اور ہم کو اللہ نے کیا کچھ نہیں دیا؟ وجاہت دی، پہننے کو کپڑے دیئے، خوب اچھا کھانے کو دیا پھر کیا ضرورت ہے کہ دوسروں سے لے کر اپنی عزت کو خاک میں ملاؤ۔ جتنے ڈالر جیب میں ہوں اس کے لحاظ سے سودا خریدو۔ مار کیٹ میں یہ بھی ظاہر مت کرو کہ پیسے کم پڑ گئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا سوال ہے کیونکہ میزبان دیکھتا ہے کہ ان کو کوئی چیز پسند تھی، پیسوں کی کمی سے نہیں لے رہے ہیں تو وہ مجبوراً کہہ دیتا ہے کہ آپ خرید لیں پیسوں کی فکر نہ کریں۔ ہم اپنی عزت نفس کے خلاف کیوں رحم کی بھیک مانگیں، ہم ایسا سودا ہی نہیں لیتے جس کی استطاعت نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دیکھیں کسی قسم کی صورتِ سوال ہو یا حقیقتِ سوال ارشاد فرمایا کہ اللہ اس میں برکت نہ دے۔ اللہ کے نبی کی بددعا والی چیز کو مت قبول کرو۔ آپ بتائیے کہ جس کو نبی کی بددعا لگ جائے تو اس کا کیا حال ہو گا۔ ایسے عیش پر لعنت بھیجو، کتنی ہی اچھی چیز ہو دوسروں سے اشارۃً یا صراحۃً مت مانگو، جو اللہ نے ہم کو دیا ہے اس کی حدود میں رہو۔ بس طریق کی عظمت یہی ہے۔ ان شاء اللہ پھر اس کا نور دیکھو گے۔

عزت نفس اور عظمت دین اسی میں ہے کہ ان اصولوں کو ہر وقت سامنے رکھو، ورنہ اگر آپ نے بغیر اجازت کسی کا ہدیہ قبول کر لیا تو ہدیہ دینے والے کے دل میں بھی آپ کی عزت نہ رہے گی۔ اس لیے میں کہتا ہوں اللہ کے نام پر جان و دل، آبرو فدا کر دو، دنیا کو قریب نہ آنے دو۔ اس سے اللہ کی عظمت، اللہ کے دین کی عظمت اور ہمارے بزرگوں کی عظمت قائم رہتی ہے۔

مولانا حسین بھیات صاحب میرے بچپن کے پالے ہوئے ہیں۔ جب بالغ ہوئے تو نیو ٹاؤن میں پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کو اس طرح پالا ہے کہ یہ چھٹیوں میں میرے پاس باپ سمجھ کر رہتے تھے۔ انہیں مجھ سے کیسی محبت ہے لیکن ان سے پوچھ لو میں ان سے کوئی فرمائش کی بات بھی نہیں کہتا ہوں کہ مجھے یہ لادو، وہ لادو حالانکہ میں کہوں گا تو ان کو خوشی بھی ہو جائے گی۔ اگر تعلقات کا بہت زیادہ اہم مسئلہ ہو تو کوئی معمولی سی چیز منگوالی جیسے ایک رین یا دو رین کا رومال منگوالیا یا موزے وغیرہ منگوالیے۔

اللہ کے فضل سے اب مجھے کسی چیز کی کمی نہیں۔ لیکن جب میں بالکل غریب تھا اس وقت بھی میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں، اس وقت کا حال بتاتا ہوں۔ ایک بہت بڑے رئیس حبیب الحسن شیروانی صاحب تھے، میر صاحب نے ان کو دیکھا ہے، میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ان کے پاس بڑے بڑے گھوڑے، پستولیں، بندوقیں بھی تھیں، ایک طرح کے نواب تھے اور میں ان کے بالکل برعکس پیٹ کی روٹی اور جسم کے کپڑے پر شیخ کے ساتھ رہتا تھا۔

ایک دفعہ شیروانی صاحب ہندوستان سے کراچی آئے۔ پانچ آدمی تھے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابرارالحق صاحب، حبیب الحسن شیروانی صاحب، شاہ عبدالولی صاحب اور اخترؔ۔ نواب حبیب الحسن خان شیروانی نے مجھ سے کہا آپ ذرا چائے کی پیالیاں دھولیجیے۔ میں نے کہا میں آپ کی چائے پی کر پچھتا رہا ہوں، آئندہ میں آپ کی چائے نہیں پیوں گا، میں غریب تو ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے

دو حرف علم کے دیئے ہیں، میں اپنے نفس کو ذلیل نہیں کر سکتا۔ آئندہ سے میں آپ کی چائے نہیں پیوں گا اور چائے کی پیالی آپ خود دھو لیجیے، آپ ایک پیالی چائے سے مجھے اپنا خادم بنانا چاہتے ہیں۔ شیروانی صاحب نے فوراً اپنی ٹوپی اُتار دی اور کہا جتنے جوتے یا جتنے چپل چاہیں میرے سر پر لگا دیجیے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کے لیے مجھ کو معاف کر دیجیے۔

دوستو! یہ عرض کرتا ہوں جہاں تک ہو اپنے بزرگوں کے طریقے پر چلو۔ بس مجھ سے اگر نیک گمان ہے تو میری باتوں پر عمل کرو اور میرے ساتھ رہو ورنہ اگر میری باتیں زیادہ معیاری معلوم نہ ہوں تو کسی دوسرے مربی کے ساتھ سفر کرو۔ جو لوگ میرے ساتھ سفر کرتے ہیں میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اختر نے ایک دو برس بزرگوں کے ساتھ نہیں گذارا، عمر گذاری ہے، بالغ ہوتے ہی بزرگوں کا دامن پکڑا یہاں تک کہ میرے بال سفید ہو گئے۔

شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کبھی میزبان کے ساتھ بازار مت جاؤ، اگر اپنا پیسہ ہے تو اسی سے خریدو ورنہ مہمان کا بازار جانا یہ خود سوال ہے۔ اگر جانا ہی ہو تو اتنا پکا ہو کہ کسی طرح میزبان کا پیسہ قبول نہ کرے، صاف کہہ دے کہ ہم اپنے پیسوں سے خریدیں گے۔ دیکھئے! کتنا پیارا اُصول ہے۔

بہ حیثیت مربی کے پھر کہتا ہوں کہ میرے کسی ساتھی کو آپ کوئی ہدیہ نہیں دے سکتے جب تک کہ میں اجازت نہ دوں اور میرا کوئی ساتھ ہدیہ قبول نہ کرے جب تک کہ مجھ سے اجازت نہ لے۔ یہ دین کی عظمت ہے ورنہ پھر کیا ہو گا؟ مولوی شبیر علی صاحب نے حکیم الامتؒ کے ایک مرید سے قرضہ لے لیا۔ مولوی شبیر علی حضرت کے

سگے بھتیجے، متولی اور مہتمم خانقاہِ تھانہ بھون تھے، انہوں نے حکیم الامتؒ کی کتاب چھاپنے کے لیے قرضہ لے لیا۔ بعد میں حضرت کو پتا چلا۔ حضرت نے بلایا اور فرمایا کہ آپ نے جو قرضہ لیا مجھ سے پوچھا تھا؟ میری اجازت کے بغیر میرے مریدوں سے آپ نے کیوں مالی فائدہ اُٹھایا لہٰذا سب واپس کرو، جب لوگ یہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ بھائی! یہاں تو جیب کو کافی خطرہ ہے، دیکھو! ان کا بھتیجا ایسا کرتا ہے۔

دوستو! پیٹ پر پتھر باندھ لو لیکن عزتِ نفس اور عظمتِ دین کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر پتھر باندھے، نعمتیں کم کھائیں مگر نعمتوں کا شکریہ زیادہ ادا کیا۔ ہم نعمتیں زیادہ کھا رہے ہیں اور نعمتوں کا شکریہ ہمارا کم ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اپنے نفس کو ہمیشہ عزت سے رکھو۔ چاہے سوکھی روٹی کھالو، مگر عزتِ نفس کے ساتھ رہو، کسی سے فرمائش نہ کرو کہ مجھے یہ چیز لا کے دو، وہ چیز لا دو۔ اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہوا ہے۔

ہاں! بعضے تعلقات مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ اس معاملے میں شیخ کی نقل مت کرو۔ بعض لوگ شیخ کی نقل کرتے ہیں۔ اگر شیخ کسی سے فرمائش کردے تو وہ بھی فرمائشیں شروع کر دیتے ہیں حالانکہ شیخ کی نیت دوسری ہوتی ہے کہ مرید کا دل خوش ہو جائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس مرید کے دل میں شیخ کی اتنی زیادہ محبت ہے کہ اس کی فرمائش سے اس کا دل باغ باغ ہو جائے گا اور اس کی شیخ سے محبت اور بڑھ جائے گی جو اس کے لیے دین کے فائدہ کا سبب ہو گی۔ اس لیے شیخ کبھی ایسے طالب سے معمولی سا ہدیہ طلب کر لیتا ہے لیکن ہر شخص شیخ نہ بنے اخلاص کے ساتھ اپنے کو مٹا کر رکھے۔ غرض ہر بات میں شیخ کی نقل نہ کرے، اس کو کیا معلوم کہ

کسی کام میں شیخ کی کیا کیا نیت ہوتی ہے۔اس پر تمام مشائخ کا اجماع ہے اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر شیخ دکھاوا بھی کردے تو شیخ کی یہ ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے۔

اس کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میں نے حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک بہت اچھا خواب دیکھا۔ حضرت پھولپوریؒ نے سب مریدوں کو بلایا اور فرمایا کہ اختر! خواب بیان کرو تاکہ آپ کے دلوں میں شیخ کی عظمت اور محبت پیدا ہو، اس کے ساتھ نیک گمان پیدا ہو، اس میں ان کے دین کا فائدہ ہے۔ شیخ کا دکھاوا بھی اللہ کے لیے ہوتا ہے۔اس کی ریا مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے، کیونکہ اس کی ریا کا مقصد دین کی ترغیب ہوتی ہے۔

اس لیے بھائی! ان اصولوں پر سختی سے کاربند رہو، میری اجازت کے بغیر کسی سے کچھ نہ لو اور نہ اشارۃً نہ کنایۃً کچھ طلب کرو اور نہ یہاں کے مقامی حضرات بغیر میری اجازت کے کسی کو کچھ دیں۔ ورنہ پھر عام جعلی پیروں میں اور ہم لوگوں میں کیا فرق رہے گا؟ پھر تو ان کی طرح مانگتے کھاتے رہو اور چھپ چھپ کر مال اُڑاتے رہو۔

جیسے ہمارے میر صاحب ہیں۔ اب یہ قریب ہیں اگر خدانخواستہ چپکے چپکے سے تعویذات وغیرہ دے کر پیسے لینا شروع کردیں اور کہیں کہ میں بہت زیادہ مقرب ہوں، تمہارے لیے حضرت سے خاص دعا کرادوں گا، لاؤ! مجھے کچھ رین لادو۔ بعض غیر مخلص اور دنیا دار چیلے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ گرو کو بھی بدنام کردیتے ہیں اور اللہ کا راستہ بھی بدنام ہوجاتا ہے۔

دوستو! یہ بہت مہذب راستہ ہے۔ جتنا عظیم الشان اللہ ہے اتنا ہی

اس کا راستہ عظیم الشان ہے اور راستے کے رہبر عظیم الشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق دے۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری نالائقیوں کو معاف فرمائے۔ میں اپنی کوتاہی کو بھی کہتا ہوں کہ اے خدا! اپنی رحمت سے اختر کو بھی کوئی کام ایسا نہ کرنے دے جس سے آپ کے دین کی عظمت کو ایک ذرّہ نقصان پہنچ جائے، جو آپ نے ہمیں دیا، اس پر ہمیں قناعت نصیب فرما، حدیث پاک میں ہے کہ:

((اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ))

(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب فی الدعا)

اے اللہ! جو آپ نے ہم کو دیا ہے اسی پر ہم کو قناعت نصیب فرما۔ بس دستِ مولیٰ سے جو ہم پا جائیں وہی ہماری چیز مبارک ہے۔ بندوں سے اپنی حاجت کو ہرگز مت ظاہر کرو اِلَّا یہ کہ اپنے پاس پیسہ بھی ہو، اپنی جیب سے پیسہ دو اور خریدو، ورنہ صبر کرو۔ جتنا اللہ نے دیا ہے اسی کی حدود میں رہو۔

بس کسی سے ایک فرمائش بھی مت کرو تاکہ یہ محسوس نہ ہو کہ اللہ والے چاہتے ہیں کہ ان کے چیلے چاپلوسی سے فرمائشیں کرتے پھریں۔ ایسا کرنے سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص عطا فرمائے، اللہ مل جانا ہی کیا کم ہے؟ پھر فرمائش کی کیا ضرورت ہے؟ جس کو اللہ مل گیا اس کو دونوں جہان مل گئے۔ میں کہتا ہوں اگر اس سفر میں ہمیں اللہ مل جائے اور دردِ دل مل جائے اور اللہ والی حیات مل جائے تو اس سے بڑھ کر کون سی بادشاہت ہے۔

میرے ساتھیوں کو یہ یقین کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سلطنت دے رہا ہے بلکہ سلطنت و تخت و تاج سے افضل چیز اللہ کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور قبول فرمائے۔